سے کام کرے گا، تو اسے ہم دنیا میں ہی بدلہ دے دیتے ہیں، اور جو آخرت کا بدلہ چاہتا ہو' اسے ہم آخرت میں پورا بدلہ دیں گے۔ اور شکر گزاروں کو ہم عنقریب (پوری) جزا دیں گے۔ کتنے ہی پیغمبر ہیں جن کے ہمراہ بہت سے اللہ والوں نے مل کر جہاد کیا۔ ان کو اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں آئیں ان میں انہوں نے ہمت ہاری' نہ کمزوری دکھائی اور نہ ہی سرنگوں ہوئے۔ ایسے ثابت قدم لوگوں کو اللہ پسند فرماتا ہے۔''

ان آیات مبارکہ نے واضح کر دیا کہ ''قضا وقدر'' کے عقیدے کا نتیجہ پستی اور کم ہمتی نہیں بلکہ بلندی استقلال اور صبر وثبات ہے۔ اور یہی وہ جوہر ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کے کارناموں میں ہر دیکھنے والے کو صاف نظر آتا ہے۔ ان کو صاحبِ ﴿وما ینطق عن الھویٰ ۞ ان ھو الا وحی یوحیٰ ۞﴾ [النجم: ۳۔۴] کی یہ تعلیم تھی کہ وہ کفار سے کہہ دیں کہ ہمیں کوئی خوف نہیں۔ کیونکہ ایمان یہ ہے:

۵۔ ﴿قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولانا وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ۞﴾ [التوبۃ: ۵۱] ''ان سے کہہ دیجیے کہ ہمیں اگر کوئی مصیبت آئے تو صرف وہی آئے گی جو اللہ نے ہمارے لیے مقدر کر رکھی ہے۔ وہی ہمارا سرپرست ہے اور مؤمنوں کو اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے۔'' [التوبۃ: ۵۱]

یہ امت مسلمہ کے لئے ایک نظریاتی سبق ہے، جس سے مصائب برداشت کرنا بہت ہی سہل ہو جاتا ہے۔

(جاری ہے)

ماہ محرم الحرام تاریخ کے جھروکوں سے

☆ 10 محرم الحرام (عاشوراء) کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی مسلمان قوم (بنی اسرائیل) کو مصر کے ظالم وجابر بادشاہ فرعون کے ظلم وستم سے نجات ملی۔

☆ سال ہجری کے سولہویں سال کو صحابۂ کرام ﷺ نے اسلامی سال کا ہجری آغاز محرم الحرام سے کیا۔

☆ حضرت خدیجہ ام المؤمنین ؓ کی وفات ہوئی۔ اس سال کو ''عام الحزن'' یعنی غم کا سال قرار دیا گیا۔

☆ سنہ 7 ہجری میں غزوہ خیبر کا واقعہ پیش آیا۔

☆ سنہ 14 ہجری میں جنگ قادسیہ پیش آئی۔ افواج اسلام کی تعداد 7 ہزار سے 8 ہزار تک اور اور فارسیوں کی تعداد 60 ہزار تھی۔

☆ سنہ 24 ہجری میں حضرت عثمان ؓ کی بیعت کی گئی۔ (بقیہ صفحہ نمبر 48 پر ملاحظہ کیجئے)

قسم
الترجمہ-1

ہوش کرو قابل رحم جوانو!!

مدیر مسئول/ عبد الواحد عبد الله

نائن الیون کی صہیونی سازش کے نتیجے میں صلیب پرستوں نے عالم اسلام کے خلاف جو متعصبانہ اور ظالمانہ کارروائی شروع کر رکھی ہے، اس کے مظاہر میں سے نہایت افسوسناک مظہر وہ دہشت گردانہ وارداتیں ہیں، جو حسب پروگرام دیندار مسلمان جوانوں سے منسوب کی جاتی ہیں، اور یک طرفہ سرسری کارروائی کے بعد ان فرزندانِ توحید کو عقوبت خانوں میں بھیج دیا جاتا ہے۔ اور مقدمات کی پیروی کے حق سمیت تمام انسانی حقوق سے یکسر محروم کر دیا جاتا ہے۔

جہادی تنظیموں کے قائدین سے ایسی امید کرنا ہرگز ممکن نہیں کہ وہ کسی ملک کے پرامن باشندوں، بازار کے گاہکوں، مسجد کے نمازیوں یا کسی اور مذہب کی عبادت گاہوں میں بم دھماکوں یا دیگر دہشت گردانہ سرگرمیوں کی منصوبہ بندی کرتے ہوں۔ لیکن کفر ممالک کے جاسوسی اداروں کو یقیناً ایسا موقع مل سکتا ہے کہ وہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعے کم علم جوشیلے مسلمان نوجوانوں کو کسی جہادی تنظیم کے لیڈروں یا ان کے اپنے خود ساختہ تنظیم ''القاعدة'' کے نام پر بھڑکا کر خودکش حملوں یا دیگر دہشت گردانہ کارروائیوں کے لیے استعمال کریں۔

اس قسم کے فریب خوردہ، سادہ لوح نوجوانوں کو دشمن کا آلہ کار بننے سے روکنے کے لیے سعودی عرب کے نامور عالم دین، استاد محترم فضيلة الشيخ عبد المحسن العباد حفظہ اللہ نے **{ ويحكم ...... أفيقوا يا شباب !! }** کے نام سے عربی میں ایک مختصر و مفید کتابچہ تصنیف فرمایا ہے۔ جسے مجلّہ التراث کے مدیر مسئول استاد مکرم، فضيلة الشيخ عبدالواحد عبدالله حفظہ اللہ نے عصر حاضر کی مناسبت سے بہت پسند کیا ہے۔ لہٰذا ان کے حکم پر اس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے: (عبدالوھاب خان)

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے!؟ دھماکوں اور تباہی کو جہادی فن کہا تو نے!؟

خطبہ مسنونہ:-

سب تعریف اللہ وحدہ لا شریک کے لئے لائق ہے، ہم اسی کی مدد چاہتے اور اسی سے بخشش مانگتے ہیں۔ اور اپنی نفسیاتی برائیوں اور عملی کوتاہیوں سے اسی کی پناہ کے خواہاں ہیں۔ جسے اللہ پاک ہدایت سے سرفراز فرمائے، اسے گمراہ کرنے کی کسی کو مجال نہیں، اور جسے وہ گمراہی پر چھوڑے، اسے ہدایت سے نوازنے کی کسی میں سکت نہیں۔

اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے زیبا نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک و نظیر نہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اسی کی بندگی اور رسالت کے شرف سے مشرف ہیں۔ الٰہی ان پر اور ان کی آل واصحاب پر اور اسی کی راہ اختیار کرنے والوں اور اُس کی ہدایت سے بہرہ ور ہونے والوں پر قیامت تک اپنی طرف سے رحمت وسلامتی اور برکتوں کی برکھا برسایا کرے۔ (آمین)

شیطان کے دو پھندے: بعد ازاں یہ حقیقت عیاں ہے کہ شیطان دو راستوں سے اہل اسلام پر حملہ آور ہو کر انہیں بہکانے اور گمراہی کے گڑھے میں دھکیلنے کی جدوجہد کرتا ہے:

{1} فسق وفجور: اگر مسلمان کوتاہی اور گناہوں کا مرتکب ہو تو اس کے لئے نافرمانیوں اور خواہشات نفسانی کو مزین کرکے پیش کرتا ہے، تاکہ وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری سے دور رہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**جنت' پابندیوں اور مشقتوں سے، اور جہنم' خواہشات نفسانی سے ڈھانپ دی گئی ہے۔**'' (بخاری: ح 6487، مسلم: ح/ 2822)

{2} دین میں غلو [انتہا پسندی]: اگر مسلمان اطاعت شعار اور عبادت گزار ہو' تو اس کے لیے شرعی حدود سے تجاوز کرنے کو مزین کر دکھاتا ہے، تاکہ وہ غلو (انتہا پسندی) میں مبتلا ہو کر اپنے دین کا حلیہ ہی بگاڑ دے۔ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿یاھل الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق﴾ (النساء: 71) ''**اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کیا کرو اور ذات الٰہی سے متعلق حق کے سوا کچھ بھی منہ سے نہ نکالا کرو۔**'' ﴿قل یا اھل الکتب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا أھواء قوم قد ضلوا من قبل وأضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل﴾ (المائدۃ: 77) ''**کہہ دیجئے: اے کتاب والو! اپنے دین میں ناحق حد سے تجاوز مت کرو، اور ایسے لوگوں کی خواہشات پر نہ چلو' جو خود پہلے ہی گمراہ ہو چکے ہیں اور انہوں نے بہت سارے لوگوں بھی بھٹکا دیا ہے اور وہ سیدھی راہ سے بہک چکے ہیں۔**'' اور پیغمبر آخر الزماں ﷺ نے فرمایا: ''**میں تمہیں دین میں حد سے تجاوز کرنے سے سختی کے ساتھ منع کرتا ہوں، بلا شبہ تم سے پہلی اقوام' دین میں غلو ہی کی وجہ سے ہلاکت زدہ ہو چکی ہیں۔**''

[صحیح، رواہ النسائی وغیرہ السلسلة الصحیحة، ح: 1283]

ایک اہم شیطانی حربہ: حد سے تجاوز کرنے والے **لوگوں** کے خلاف شیطان کی اہم تدبیروں میں یہ بھی شامل

ہے کہ وہ ان کے لیے اپنے جذبات کی پیروی، من مانی اور احکامِ دین سے متعلق غلط فہمی کو سچا کر دکھلاتا ہے، اور انہیں علمائے دین کی طرف رجوع کرنے سے بے نیاز کر دیتا ہے، تاکہ انہیں ان کو حقائق سے آگاہ کرنے اور درستی کی جانب رہنمائی کرنے کا موقع ہی نہ ملے اور وہ اپنی سرکشی و گمراہی میں پڑے رہیں۔

حفاظت کا نسخہ الٰہی: ﴿ولا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ﴾ (اے داؤد علیہ السلام) ''اور **خواہشات نفسانی پر نہ چلیے کہ یہ (خواہشات) آپ کو اللہ کی پسندیدہ راہ سے بہکا سکیں۔**'' [صٓ: ٢٦] ﴿ومن أضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ﴾ [القصص: ٥٠] ''**اور اُس شخص سے بڑا گمراہ کون ہو سکتا ہے' جو ہدایت الٰہی کے بغیر اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ جائے۔**'' ﴿أفمن زین لہ سوء عملہ فرآہ حسنا فان اللہ یضل من یشاء ویھدی من یشاء﴾ [فاطر: ٨] ''**کیا ایسا شخص** (ہدایت یافتہ ہے) **جس کیلئے اس کی بداعمالیاں مزین کر دی گئیں، پس وہ انہیں نیکی شمار کرتا ہے؟ یقیناً اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا اور جسے چاہے ہدایت کی توفیق سے نوازتا ہے۔**'' ﴿أفمن کان علیٰ بینۃ من ربہ کمن زین لہ سوء عملہ واتبعوا اھواء ھم ۞﴾ [محمد: ١٤] ''**کیا وہ انسان جو اپنے پروردگار کی روشن دلیل پر قائم ہو' ایسے شخص کی طرح ہے جس کے لیے اس کی بداعمالیاں مزین کر دی گئی ہوں اور وہ اپنے خواہشات کے پیچھے چلے؟! پس جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے' وہ فتنہ ابھارنے اور تاؤیل ڈھونڈنے کے لیے اس کے متشابہ کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔**'' ﴿ھو الذی أنزل علیک الکتٰب منہ اٰیٰت محکمٰت ھن أم الکتٰب وأخر متشٰبھٰت فأما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تأویلہ﴾ [آل عمران: ٧] ''(**اللہ**) **وہی ذات ہے جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی، اس میں مضبوط اور واضح آیات ہیں جو کتاب کا اصل موضوع ہیں اور کچھ متشابہ آیتیں بھی ہیں۔**''

بے بصیرتی کے اسباب: ام المؤمنین عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا: ''**جب تم ان لوگوں کو دیکھیں جو اس کے متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں' تو** (یقین کر لو کہ) **یہی وہ لوگ ہیں جن کے اوصاف اللہ نے بیان فرمائے ہیں، پس ان سے بچے رہو۔**'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرمائے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔'' [بخاری: ٧٥٤٧، مسلم: ٢٦٦٥] اس حدیث کے الفاظ میں وضاحت ہے کہ کسی بندے کے ساتھ اللہ کے ارادۂ خیر کی علامت اسے دینی علم سے مزین کرنا ہے۔ اور اس سے یہ بات

سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہیں فرماتا' وہ دینی مسائل کی سمجھ سے عاری ہوتا ہے، بلکہ اسے دین میں عدمِ فقاہت کی آفت سے دوچار کیا جاتا ہے۔

بے بصیرتی کے ثمرات: دینی بے بصیرتی کا ایک مظہر وہ ہے جو خارجیوں کو لاحق ہوا، جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی اور ان سے جنگ لڑی۔ انہوں نے شرعی دلائل کو سمجھنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم کے برخلاف بہت غلطی کی۔ اسی لیے جب اُن کے ساتھ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مناظرہ کر کے نصوصِ شرعیہ کا صحیح مقصد وضاحت سے بیان کیا' تو ان میں سے بہت سے توفیق والوں نے اپنی غلطی سے رجوع کیا اور دوسرے لوگ اپنی گمراہی پر جمے رہے۔ ان کے ساتھ ہونے والا مناظرہ [مستدرك حاكم ۲/ ۱۵۰] میں صحیح سند سے مروی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا: ''میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کی طرف سے تمہارے پاس آیا ہوں۔ تاکہ میں تمہیں ان کی باتیں پہنچاؤں، انہی پر قرآن اترا ہے اور وہ تم سے زیادہ وحی کا علم رکھتے ہیں، جو اُن ہی میں نازل ہوئی اور تم لوگوں میں شرف صحبت رکھنے والا کوئی نہیں۔'' یہ سن کر ان میں سے کسی نے کہا: کسی قریشی سے بحث مت کرو، کیونکہ اللہ فرماتا ہے: ﴿بل هم قوم خصمون﴾ ''**بلکہ یہ بڑے جھگڑالو لوگ ہیں۔**''

خارجیوں سے مناظرہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں ایک ایسی قوم کے پاس پہنچا' جن سے بڑھ کر میں نے کسی کو محنتی نہیں دیکھا۔ کثرت شب بیداری سے ان کے چہروں کا رنگ بدلا ہوا تھا، قریب تھا کہ ان کے بازو اور گھٹنے (کثرتِ نماز سے) مڑے ہی رہتے۔'' پس حاضرین چلے گئے، پھر ان میں سے بعض نے کہا: ''ہم ضرور بضرور اس سے بات کریں گے اور دیکھیں گے کہ وہ کیا کہتا ہے۔'' میں نے ان سے کہا: ''مجھے یہ بتاؤ کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ کے داماد رضی اللہ عنہ سمیت مہاجرین وانصار کی کس بات سے ناراض ہو؟'' وہ بولے: ''ہمیں اس کی تین باتیں ناگوار ہوئیں۔'' میں نے کہا: وہ کیا باتیں ہیں؟ انہوں نے بتایا:

[۱] اس نے اللہ کے معاملے (حکم) میں انسانوں کو فیصلہ سونپا، جبکہ اللہ کا فرمان ہے ﴿ان الحکم الا للہ﴾ ''**فیصلہ صرف اللہ کا ہے۔**'' پس لوگوں کو فیصلہ سے کیا تعلق؟! (یعنی انسانوں سے کسی بھی معاملے میں فیصلہ نہیں لینا چاہیے۔)

[۲] اس نے جنگ لڑی، لیکن فتح پانے کے بعد مغلوب جماعت کو قیدی بنایا نہ غنیمت لوٹی۔ اگر جن سے جنگ کی وہ کافر تھے، تو یقیناً انہیں قید کرنا اور غنیمت لوٹنا حلال تھا۔ اور اگر وہ مؤمن تھے' تو ان سے لڑنا حرام تھا۔

[۳] اس نے اپنے نام سے ''امیر المؤمنین '' کا لقب مٹا دیا، پس وہ امیر الکافرین ہے۔ میں (ابن عباس) نے کہا: ''ان کے سوا اور کوئی اعتراض بھی ہے؟'' وہ بولے: ''یہی کافی ہیں۔'' میں نے کہا: '' بتاؤ اگر میں تمہیں کتاب اللہ اور سنت نبوی کی روشنی میں ان کا جواب دوں، تو تم راضی ہوں گے؟'' وہ بولے: ''ہاں'' میں نے کہا:

[۱] **''حکم الٰہی کے معاملے میں انسانوں کو فیصل ٹھہرانا''** تو میں قرآن سے تم پر وہ مسئلہ سناتا ہوں، جس میں چوتھائی درہم کی چیز یعنی خرگوش وغیرہ کے شکار میں انسانوں کو فیصل ٹھہرانے کا حکم ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿ يأيها الذين امنوا لا تقتلوا الصيد وانتم حرم ومن قتله منكم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم يحكم به ذوا عدل منكم ...... ﴾[المائدة : ۹۵] **''ایمان دارو! احرام کی حالت میں شکار مت مارا کرو، اور تم میں سے جو کوئی اسے جان بوجھ کر قتل کرے تو جو کچھ اس نے مارا ہے اس کی طرح چوپایوں میں سے اس کا بدلہ دے (قربانی کرے) جس کا فیصلہ تم میں سے دو انصاف پسند لوگ کریں۔''**

اب میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں: کیا خرگوش جیسے شکار کے بارے میں لوگوں کا فیصلہ افضل ہے، یا لوگوں کے خون اور آپس کی مصالحت سے متعلق؟! جان لو کہ اگر اللہ چاہتا تو فیصلہ خود نازل فرما دیتا اور اسے لوگوں کے حوالے نہ فرماتا۔ میاں بیوی کے متعلق بھی اللہ کا فرمان ہے: ﴿وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها ان يريدا اصلاحا يوفق الله بينهما ﴾[النساء : ۳۵] **''اور اگر تمہیں ان دونوں کی ناچاقی کا اندیشہ ہو تو اس (میاں) کے کنبے سے ایک ثالث اور اس (بیوی) کے کنبے سے ایک ثالث مقرر کر دو۔ اگر یہ دونوں اصلاح کے جذبے سے کوشش کریں تو اللہ ان دونوں کے مابین اتفاق پیدا فرمائے گا۔''** پس اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے فیصلہ کرانے کو محفوظ طریقہ مقرر فرمایا ہے۔ ''کیا میں اس اعتراض کا تسلی بخش جواب دے چکا ہوں؟'' وہ بولے: ''ہاں''

[۲] **''جنگ کے بعد قید کیا، نہ غنیمت لوٹی''**: کیا تم اپنی ماں عائشہؓ کو قیدی بناؤ گے، پھر اس کی وہ چیز حلال کرلو گے جو دوسری عورتوں سے حلال کرتے ہو؟! اگر تم نے ایسا کیا تو یقیناً تم نے کفر کا ارتکاب کیا، جبکہ وہ تمہاری ماں ہے۔ اگر تم اس کے ماں ہونے کا انکار کرو گے، تو یقیناً تم کافر ہوں گے، کیونکہ اللہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ النبي اولىٰ بالمومنين من انفسهم وازواجه امهاتهم﴾[الاحزاب : ٦] **''نبی ﷺ مؤمنوں کی خود اپنی ذاتوں سے بڑھ کر ان کے قریب ہیں اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔''** لہٰذا اس اعتراض کی رُو سے تم دو قسم کی گمراہیوں کے مابین گھوم رہے ہو، جس پہلو کو تم لے لیں، گمراہی میں جا پڑو گے۔ ''کیا میں تمہاری تشفی کر چکا ہوں؟'' وہ بولے: ''ہاں''

[۳] ''لفظِ امیر المؤمنین کو مٹایا'' تو میں تمہیں وہ چیز پیش کر دکھلاؤں گا' جسے تم پسند کرو گے۔ یقیناً تم سن چکے ہو کہ نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے موقع پر سہیل بن عمرو اور ابوسفیان بن حرب سے معاہدہ کیا اور رسول اللہ ﷺ نے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! لکھو: ''هذا ما اصطلح عليه محمد رسول الله ﷺ ....'' یہ وہ نکات ہیں، جن پر اللہ کے پیغمبر محمد ﷺ نے صلح کیا...... '' اس پر مشرکین نے کہا: ''اللہ کی قسم ایسا نہیں! اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، تو ہم آپ سے جنگ لڑنے کی جرأت کیسے کرتے ؟!'' یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں اللہ کا فرستادہ ہوں۔ لکھواے علی! ''هذا ما اصطلح عليه محمد بن عبد الله'' ''یہ وہ نکات ہیں جن پر محمد بن عبداللہ (ﷺ) نے صلح کیا۔'' پس اللہ کی قسم! یقیناً رسول اللہ ﷺ علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں، لیکن جب اپنے نام مبارک سے لقب رسالت کو مٹایا تو آپ منصب رسالت سے باہر نہ نکلے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان وضاحتوں کو سن کر خارجیوں میں سے دو ہزار افراد نے توبہ کیا اور باقی لوگ گمراہی پر ہلاک کیے گئے۔

اہل علم سے رجوع کی اہمیت: اس واقعے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وضاحت اور مدلل بیان کی وجہ سے دو ہزار خارجیوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مذہب طرف رجوع کرلیا۔ اسی میں دلیل ہے کہ اہل علم کی طرف رجوع کرنے پر شر اور فتنوں سے سلامتی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿ فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ۝ ﴾ [النحل: ۴۳] ''پس علم والوں سے پوچھ لیا کرو، اگر تم خود نہ جانتے ہوں۔'' اہل علم سے رجوع کرنے میں، اہلِ اسلام کے لیے دین و دنیا کے تمام معاملات میں بہتری ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں یزید الفقیرؒ کا بیان ہے:

''خارجیوں کا ایک نظریہ میرے دل میں جگہ بنا چکا تھا، ہم متعدد افراد ایک قافلے میں حج کے لیے نکلے، پھر ہم (اہل علم) لوگوں سے ملنے گئے۔ مدینہ میں ہم نے جابر بن عبداللہؓ کو پایا جو ایک ستون سے ٹیک لگائے ہوئے احادیث نبویہ بیان کر رہے تھے۔ اس وقت وہ دوزخیوں کا تذکرہ کر رہے تھے۔ (یعنی وہاں سے نکل کر جنت میں جانے والوں کا) میں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی! آپ یہ کیا بیان کر رہے ہیں؟ حالانکہ اللہ فرماتا ہے: ﴿ ربنا انك من تدخل النار فقد اخزيته ﴾ [آل عمران: ۱۹۲] ''پروردگار! جسے تو آتشِ دوزخ میں داخل کرے تو یقیناً اسے رسوا کردیا۔'' ﴿ كلما ارادوا أن يخرجوا منها اعيدوا فيها ﴾ [السجدة: ۲۰] ''جب بھی وہ اس میں سے باہر

آنا چاہیں گے تو انہیں اسی جہنم میں لوٹا دیا جائے گا۔'' انہوں نے کہا: ''کیا تم قرآن پڑھتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں'' انہوں نے کہا ''کیا تم نے محمد ﷺ کا مقام بھی سنا ہے، جس پر آپ ﷺ کو فائز کر دیا جائے گا؟'' میں نے عرض کیا: ''ہاں'' انہوں نے کہا: ''یہ وہی مقام محمود ہے، جس موقع (کی شفاعت سے) اللہ جہنم سے نکلنے کے مستحق (موحّد) گناہگاروں کو نکالے گا۔'' راوی کا بیان ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد پل صراط پر لوگوں کے گزرنے کی صفت بیان کی، لیکن اندیشہ ہے کہ شاید میں اسے اچھی طرح یاد نہ رکھ سکا ہوں۔ مگر یہ بات تو یاد ہے کہ انہوں نے جہنم میں داخل ہونے کے بعد بعض لوگوں کے باہر آنے کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ سرسوں کے خشک تنکوں کی طرح ہو کر نکلیں گے، پھر جنت کی ایک نہر میں داخل ہو کر غسل کریں گے، تب وہ کاغذ کی طرح صاف اور چمکدار ہو کر نکلیں گے۔

یزید الفقیرؒ کا بیان ہے کہ ہم وہاں سے لوٹے اور آپس میں کہنے لگے: اللہ تم پر رحم فرمائے، کیا تمہارا خیال ہے کہ یہ بزرگ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے متعلق جھوٹ بولیں گے؟! بہر حال ہم واپس لوٹے اور ہم میں سے صرف ایک (بدبخت) خارجی نظریات پر قائم رہا۔ [مستدرك حاكم، ۲/ ۱۵۰، ابن كثير ۲/ ۷٦]

یہ اثر دلالت کرتا ہے کہ اس گروہ کو خارجیوں کا یہ عقیدہ پسند آیا تھا کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنمی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مل کر اور ان کے بیان سے متاثر ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نظریے کی طرف لوٹ آئے اور غلط فہمی سے لیے ہوئے باطل کو ترک کر دیا۔ یہ بہت بڑا فائدہ ہے جو مسلمان کو اہل علم سے رجوع کرنے پر حاصل ہوتا ہے۔

فتویٰ بازی فتنہ بازی کا پیش خیمہ ہے: دین میں حد سے زیادہ گزرنے، حق سے منہ پھیر لینے اور اہل سنت والجماعت کے برحق نظریات کو ٹھکرانے کے سنگین نتائج حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ سے واضح ہوتے ہیں، جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''مجھے تم پر جو سب سے بڑا خطرہ محسوس ہوتا ہے وہ ایسا شخص ہے جس نے قرآن پڑھا، حتی کہ نور قرآنی اس پر ظاہر ہونے لگا اور وہ اسلام کا مددگار بننے ہی والا تھا کہ اس دین سے نکل گیا اور اس قرآن کو پس پشت پھینک دیا اور وہ تلوار لے کر اپنے پڑوسی سے الجھ پڑا اور اس پر مشرک ہونے کا فتویٰ لگا دیا۔''** میں (حذیفہ رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے اللہ کے پیغمبر! ان دونوں میں سے کون شرک کے زیادہ قریب ہے، وہ فتویٰ باز یا یہ فتویٰ زدہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **''بلکہ یہ فتویٰ باز خود ہی شرک سے قریب تر ہے۔''** [تاريخ بخاری، مسند ابی يعلى، ابن حبان، بزار، الصحيحه للالبانی: ۳۲۰۱]

کم عمری و کم علمی: کم عمری غلط فہمی کا موقع ہے۔ **اس کی دلیل صحیح بخاری کی حدیث (۴۴۹۵) ہے۔** عروۃ بن

الزبیر ﷺ نے کہا: میں نے اپنی کم سنی میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا: بتایئے کہ (اس آیت سے میرا استدلال درست ہے یا نہیں؟)

﴿ان الصفاء والمروة من شعائر الله فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطّوّف بهما﴾ [البقرة: ۱۵۸] ''**بے شک صفا اور مروہ اللہ کے مقرر کردہ قابل تعظیم مقامات ہیں، پس جو کوئی حج یا عمرہ کرے اس پر ان دونوں کا طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔**'' مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کا طواف ترک کرنے پر کوئی گناہ نہیں۔ یہ سن کر اُم المؤمنینؓ نے کہا: ''ہرگز نہیں۔ اگر تمہاری بات درست ہوتی تو آیت یوں ہوتی: ان دونوں کا طواف نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ دراصل یہ آیت انصار ﷺ کے متعلق نازل ہوئی ہے جو کہ (زمانہ جاہلیت میں) مناۃ نامی بت کی زیارت کیلئے آتے تھے، اور مناۃ قدید نامی پہاڑی کے سامنے تھا۔ وہ صفا اور مروہ کے طواف کو گناہ خیال کرتے تھے، جب اسلام کا دور کا آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔''

اور عروۃ بن الزبیرؒ افضل تابعین میں سے ہیں، آپ مدینہ کے فقہاء سبعہ میں شامل تھے۔ انہوں نے قرآن فہمی میں اپنی غلطی کے عذر کے طور پر اپنی کم عمری کا تذکرہ کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کم عمری میں انسان کی فہم وفراست غلطی کا شکار ہو جاتی ہے۔ اور اہل علم کی طرف رجوع کرنے میں ہی بھلائی اور سلامتی ہے۔

کون سی عقل اور دِین کی رُو سے دھماکہ اور تباہی ''جہاد'' کہلاتی ہے؟!

تمہید میں گزر چکی ہے کہ:

[ا] شیطان، عبادت گزاروں پر افراط اور غلو فی الدین کے راستے سے حملہ آور ہوتا ہے، جس طرح خارجیوں اور ان کے نظریات پسند کرنے والوں کے ساتھ ہوا۔

[ب] نظریاتی گمراہی کے فتنوں سے سلامتی کے لیے اہل علم سے رجوع کرنا ناگزیر ہے، جس طرح خوارج میں سے دو ہزار لوگ ابن عباس ﷺ کے مناظرے کے بعد حق کی طرف پلٹ آئے اور تابعینؒ کا گروہ خوارج کے نظریات سے متأثر ہونے کے بعد جابر ﷺ کی طرف رجوع کر کے ہدایت پا گئے۔

__ریاض شہر میں دہشت گردی پر تبصرہ:__ آمدم برسر مطلب! آج کی شب گزشتہ رات سے کس قدر مشابہت رکھتی ہے!! بے شک جو دھماکہ اور تباہی ریاض شہر میں واقع ہوئی اور اوائل سنہ ۱۴۲۴ھ میں اس کی تفتیش کے دوران مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جو اسلحہ اور دھماکہ خیز مواد پکڑا گیا، وہ شیطان کے بہکاوے اور اس کے حد سے گزرنے اور غلو کو